خلافت امیرالمومنین

عبداللہ بن زبیر

رضی اللہ عنہ

خلافت امیرالمومنین عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

یزید کی وفات کی خبر سنتے ہی آپ نے اپنی طرف لوگوں کو دعوت دی بعض روایات میں ہے یزید کی ہی زندگی میں آپ نے بیعت کی دعوت دی تو یہ صحیح نہیں کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو مدینہ والے الگ الگ دو امیروں کی بیعت نہ کرتے یعنی ایک انصاری عبداللہ بن حنظل اور ایک مہاجر عبداللہ بن مطیع (یہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے حمایتی تھے اس لئے اپنے بجائے ان کی بیعت لیتے) اور نہ ہی ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں اپنی خلافت کا اعلان کیا آپ بس یزید کی بیعت نہیں کرنا چاہتے تھے اور اس کی بیجا سختی سے بچنے کے خاطر مکہ میں جا کر پناہ لی لیکن جیسے ہی یزید کی موت ہوئی تو آپ نے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنھما کی خلافت کے صحیح خلافت ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ تمام عالم اسلام میں لوگوں نے اپنی آزاد مرضی سے ان کو خلیفہ تسلیم کیا اور جہاں جہاں لوگوں کو آزادی حاصل تھی، کسی نے بھی ان کی خلافت سے انکار نہیں کیا، ہاں بنو امیہ جو خلافت کے معاملہ میں ان کے رقیب تھے ان کی مخالفت پر آمادہ ہوئے اور شام و فلسطین و مصر وغیرہ میں جبر و قہر کے ساتھ انہوں نے اپنی حکومت دوبارہ قائم کی اور پھر اسی جبر و قہر کے ساتھ وہ تمام عالم اسلامی پر اپنی حکومت قائم کر سکے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنھما کی خلافت کے بالمقابل مروان بن حکم اور عبدالملک بن مروان کی حکومت کو باغیوں کی حکومت کہا جا سکتا ہے، پس عبدالملک بن مروان کی حکومت کا وہ زمانہ جو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنھما کی شہادت کے بعد شروع ہوتا ہے، اس کو باقاعدہ حکومت اور جائز خلافت سمجھنا چاہیئے۔

تاریخ خلیفہ بن خیاط (المتوفی 240 ہجری) میں ہے

« وَفِي سنة أَربع وَسِتِّينَ دَعَا ابْن الزبير إِلَى نَفسه وَذَلِكَ بعد موت يَزِيد بْن مُعَاوِيَة فبويع فِي رَجَب لسبع خلون من سنة أَربع وَسِتِّينَ وَلم يكن يَدْعُو إِلَيْهَا وَلَا يدعا لَهَا حَتَّى مَاتَ يزِيد وَإِنَّمَا كَانَ ابْن الزبير يَدْعُو قبل ذَلِكَ إِلَى أَن تكون شُورَى بَين الْأمة فَلَمَّا كَانَ بعد ثَلَاثَة أشهر من وَفَاة يَزِيد بْن مُعَاوِيَة دَعَا إِلَى بيعَة نَفسه فبويع لَهُ بالخلافة لتسْع خلون من رَجَب سنة أَربع وَسِتِّينَ »

"یہ سال ہے 64 ہجری کا جس میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے یزید بن معاویہ کی موت کے بعد اپنی خلافت کی دعوت دی۔ ان کی بیعت رجب میں ہوئی 64 ہجری میں انہوں اس سے پہلے اپنی طرف نہ دعوی کیا نہ دعوت دی جب تک یزید بن معاویہ کی موت نہیں

ہوئی۔ انہوں نے یزید کی موت کے (3) تین مہینے بعد امت کی شوریٰ بلانے کی دعوت دی اور پھر رجب میں اپنی بیعت کی طرف دعوت دی"۔

امام السیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں بھی اس کی تصریح کی ہے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے باب میں لکھتے ہیں:

« فلما مات يزيد بويع له بالخلافة، وأطاعه أهل الحجاز واليمن والعراق وخراسان- ولم يبق خارجًا عنه إلا الشام ومصر فإنه بويع بهما معاوية بن يزيد، فلم تطل مدته، فلما مات أطاع أهلها ابن الزبير وبايعو »

"جب یزید کی وفات ہوئی تو ابن زبیرؓ کی خلافت کی بیعت ہوئی اور اہل الحجاز، یمن، عراق و خراسان نے آپ کی اطاعت کی اور شام و مصر میں ان کی بیعت نہیں ہوئی انہوں نے معاویہ بن یزید کی بیعت کی اس کی مدت کم ہوئی پھر جب اس کی موت ہوئی تو اہل مصر و شام نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی اور بیعت کی"۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا بیان

«قَدْ قَدَّمْنَا أَنَّهُ لَمَّا مَاتَ يَزِيدُ أَقْلَعَ الْجَيْشُ عَنْ مَكَّةَ وَهُمُ الَّذِينَ كَانُوا يُحَاصِرُونَ ابن الزبير وهو عائذ بالبيت فلما رجع حصين بن نمير السكوني بالجيش إلى الشام»

"جب یزید بن معاویہ کی موت ہوئی تو اس کے لشکر نے مکہ سے محاصہ ختم کیا جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے جو بیت اللہ میں پناہ گزین تھے اور حصین بن نمیر السکونی لشکر لے کر شام چلا گیا"۔

«استفحل ابن الزُّبَيْرِ بِالْحِجَازِ وَمَا وَالَاهَا، وَبَايَعَهُ النَّاسُ بَعْدَ يزيد بيعة هناك»

"آپ کی امارت حجاز پر قائم ہو گئی اور لوگوں نے یزید کے بعد آپ کی بیعت کر لی"

ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

« وبويع في رجب بعد أن أقام الناس نحو ثلاثة أشهر بلا إمام »

"اور تین مہینے امام کے بغیر رکے رہنے کے بعد رجب میں لوگوں نے اپ کی بیعت کی"

یعنی یزید کے موت (ربیع الاول مین اس کی موت ہوئی) کے تین مہینے بعد غالباً معاویہ بن یزید کی دستبرداری کے بعد ہی آپ نے بیعت لی۔

«واستناب على أهل المدينة أخاه عبيد الله بْنَ الزُّبَيْرِ، وَأَمَرَهُ بِإِجْلَاءِ بَنِي أُمَيَّةَ عَنِ الْمَدِينَةِ فَأَجْلَاهُمْ فَرَحَلُوا إِلَى الشَّامِ، وَفِيهِمْ مَرْوَانُ بن الحكم وَابْنُهُ عَبْدُ الْمَلِكِ»

''اہل مدینہ پر آپ نے اپنے بھائی عبید اللہ بن زبیر کو نائب مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ بنو امیہ کو مدینہ سے نکال دے ان مین مروان اور اس کا بیٹا عبد الملک بھی تھا جو شام چلے گئے''۔

«ثُمَّ بَعَثَ أَهْلُ الْبَصْرَةِ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ بَعْدَ حُرُوبٍ جَرَتْ بَيْنَهُمْ و- ، ثُمَّ بَعَثُوا إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ وهو بمكة يخطبونه لأنفسهم، فَكَتَبَ إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لِيُصَلِّيَ بِهِمْ »

''بصرہ والوں کی آپس میں کشمکش کے بعد انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو لکھا تو آپ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ان پر نماز پڑھانے پر مقرر کر دیا''۔

سب سے پہلے آپ کی بیعت مصعب بن عبد الرحمن نے کی پھر عبد اللہ بن جعفر نے اور عبد اللہ بن علی بن ابی طالب نے اپ کی بیعت کر لی ابن عمر رضی اللہ عنہ محمد بن علی (ابن حنفیہ) و ابن عباس رضی اللہ عنہم آپ کی بیعت سے رکے رہے۔

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

«وَبَعَثَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ عَبْدَ الرحمن ابن يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، وَإِبْرَاهِيمَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَلَى الْخَرَاجِ، واستوثق له المصران جميعا»

''آپ نے عبد الرحمن بن یزید انصاری کو نماز کا امام اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو خراج پر مقرر کر کے کوفہ بھیجا تو دونوں شہروں نے آپ کی اطاعت کی''۔

« وأرسل إلى مِصْرَ فَبَايَعُوهُ. وَاسْتَنَابَ عَلَيْهَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ جحدر، وَأَطَاعَتْ لَهُ الْجَزِيرَةُ »

''آپ نے مصر والوں کی طرف آدمی بھیجا تو انہوں اپ کی بیعت کر لی اور آپ نے عبد الرحمن بن جحدر کو ان پر امیر مقرر کیا جزیرہ نے آپ کی اطاعت کر لی''۔

« وَبَعَثَ عَلَى الْبَصْرَةِ الْحَارِثَ بن عبد الله بن رَبِيعَةَ، وَبَعَثَ إِلَى الْيَمَنِ فَبَايَعُوهُ، وَإِلَى خُرَاسَانَ فَبَايَعُوهُ »

''بصرہ پر حارث بن عبد اللہ بن ربیعہ کو امیر بنا کر بھیجا یمن و خراسان کی طرف آدمی بھیجے تو انہوں نے بھی اطاعت کر لی''۔

« وَإِلَى الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ بِالشَّامِ فَبَايَعَ، وَقِيلَ إِنَّ أَهْلَ دِمَشْقَ وَأَعْمَالَهَا مِنْ بِلَادِ الْأُرْدُنِّ لَمْ يُبَايِعُوهُ »

''شام میں ضحاک بن قیس کو پیغام بھیجا تو انہوں بیعت کرلی کہتے ہیں کہ اردن اور دمشق کے گرد و نواح کے لوگوں نے اپ کی بیعت نہیں کی''

ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ تمام بلاد اسلام سوائے اردن کے سب میں آپ کی بیعت ہو چکی تھی اس لئے امام ابن حزم اور کچھ علماء آپ کی خلافت کو مانتے ہیں اور آپ کے بعد ہی عبد الملک کو خلیفہ مانتے ہیں۔

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

«وَعِنْدَ ابْنِ حَزْمٍ وَطَائِفَةٍ أَنَّهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فی هذا الحين»

''یعنی ابن حزمؒ اور کچھ گروہ کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ اس وقت امیر المومنین تھے''۔

البتہ اکثریت علماء امت آپ کی خلافت کلی کے قائل نہیں ہیں بس حجاز پر ہی آپ کی خلافت کے قائل ہیں اور آپ کے بعد عبد الملک پر لوگ متفق ہوئے تو اس کی خلافت کے قائل ہین حافظ ابن حجر فتح الباری میں اس کی تصریح کی ہے فرماتے ہیں:

«عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ : إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَا يَنْقَضِي حَتَّى يَمْضِيَ فِيهِمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً. قَالَ: ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ خَفِيَ عَلَيَّ. قَالَ: فَقُلْتُ لِأَبِي: مَا قَالَ؟ قَالَ: كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ »

رواه البخاری (رقم/7222) ومسلم واللفظ له (رقم/1821).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

«بقوله فی بعض طرق الحديث الصحيحة : كلهم يجتمع عليه الناس " وإيضاح ذلك أن المراد بالاجتماع انقيادهم لبيعته. والذی وقع أن الناس اجتمعوا على أبي بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علی إلى أن وقع أمر الحكمين فی صفين ، فسمی معاوية يومئذ بالخلافة ، ثم اجتمع الناس على معاوية عند صلح الحسن ، ثم اجتمعوا على ولده يزيد ولم ينتظم للحسين أمر بل قتل قبل ذلك، ثم لما مات يزيد وقع الاختلاف إلى أن اجتمعوا على عبد الملك بن مروان بعد قتل ابن الزبير ، ثم اجتمعوا على أولاده الأربعة : الوليد ثم سليمان ثم يزيد ثم هشام ، وتخلل بين سليمان " عمر بن عبد العزيز ، فهؤلاء سبعة بعد الخلفاء الراشدين »

(فتح الباری شرح صحيح البخاری - كِتَاب الْأَحْكَامِ - باب استخلاف - حديث جابر بن سمرة)

''اور جو قول کچھ صحیح احادیث میں آئے ہیں ان سب پر لوگ جمع ہوئے تو اس کی مراد یہ ہے کہ ان کی بیعت کرنے میں لوگ ان کے فرمانبردار ہوئے اور جو واقع ہوا یعنی لوگ جمع ہوئے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی بکر الصدیقؓ پر، امیر المومنین عمر الفاروقؓ پر، امیر المومنین عثمان غنیؓ پر، امیر المومنین علیؓ رضی اللہ عنہم پر اور یہ حکمین کے واقعے میں ہوا صفین کے کے دوران، اور اس وقت سے معاویہ رضی اللہ عنہ پر لوگ متفق ہوئے جب صلح حسنؓ ہوئی، پھر ان کے بیٹے یزید پر جمع ہوئے اور حسین رضی اللہ عنہ پر متفق نہیں ہوئے کہ وہ اس امر سے پہلے ہی قتل ہو گئے تھے، اور پھر یزید کے مرنے کے بعد اختلاف ہوا پھر عبد الملک بن مروان پر متفق ہوئے عبد اللہ بن زبیرؓ کی قتل کے بعد، پھر اس کے چار بیٹوں پر یعنی ولید، سلیمان، یزید، ہشام، اور ہشام و سلیمان کے درمیان عمر بن عبد العزیز پر اور ان کی تعداد سات ہوتی ہے خلفاء راشدین کے بعد''۔

بہر حال اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ تمام بلاد اسلامیہ بشمول شام میں و حمص میں آپ کی بیعت ہوئی آپ وہاں خلیفہ رہے تاآنکہ مروان نے آپ رضی اللہ عنہ پر خروج کیا۔ یعنی مکمل ایک سال تک آپ متفق خلیفہ رہے۔

امیر المومنین عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی سیاسی غلطی

جب یزید کی موت ہوئی تو حصین بن نمیر آپ کے پاس آیا اور کہا آپ شام چلئے آپ کے علاوہ اس وقت کوئی لائق نہیں میں آپ کی خلافت کی بیعت وہاں لے لوں گا بس آپ شامیوں کو بخش دیں لیکن آپ نے اسے کہا کہ نہیں میں ہر حجازی کے بدلے دس شامیوں کا قتل کروں گا یہ بات بعید از قیاس ہے ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایسا کہا ہو گا وہ متقی و پرہیز گار تھے ایسی باتیں نہیں کہتے تھے بہر حال آپ نے منع کر دیا اور مدینہ کے عامل کو لکھا کہ بنی امیہ کو نکال دو اور مروان و عبد الملک کو نکال دیا گیا۔ حالانکہ وہ دونوں اس وقت آپ کے قبضہ میں تھے اور بلاد میں آپ کا معاملہ طے پا چکا تھا بس مروان شام گیا اور وہاں ابن زیاد اور حصین بن نمیر نے اس کو خلافت پر آمادہ کیا وہ خود حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا چاہتا تھا لیکن ابن زیاد نے اسے ٹوکا کہ تم بنی امیہ کے سردار ہو کر ابن زبیر کی بیعت کرتے ہو۔

مروان کی بغاوت

السیوطیؒ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں

«ثم خرج مروان بن الحكم فغلب على الشام ثم مصر والأصح ما قاله الذهبي أن مروان لا يعد في أمراء المؤمنين، بل هو باغٍ خارج على ابن الزبير، ولا عهده إلى ابنه بصحيح، وإنما صحت خلافة عبد الملك من حين قتل ابن الزبير»

''مروان بن حکم کا خروج اور اس کا شام اور مصر پر قبضہ کر لینا، صحیح یہ ہے کہ جیسا ذہبیؒ نے کہا ہے کہ مروان بن حکم کو امیر المومنین سمجھنا غلط ہے کیونکہ اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا تھا اور نہ ہی اس کے بیٹے کی ولی عہد کرنا صحیح تھا اور عبد الملک کی خلافت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد صحیح سمجھنی چاہئے''۔

اسی بات کو ابن کثیرؒ اس طرح ذکر کرتے ہیں:

«وَقَدْ بَايَعَ أَهْلُهَا الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ عَلَى أَنْ يُصْلِحَ بَيْنَهُمْ وَيُقِيمَ لَهُمْ أَمْرَهُمْ حَتَّى يجتمع الناس على إمام، وَالضَّحَّاكُ يُرِيدُ أَنْ يُبَايِعَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ، وَقَدْ بَايَعَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ بِحِمْصَ، وبايع له زفر بن عبد الله الكلابي بقنسرين، وبايع له نائل بْنُ قَيْسٍ بِفِلَسْطِينَ، وَأَخْرَجَ مِنْهَا رَوْحَ بْنَ زِنْبَاعٍ الْجُذَامِيَّ»

''شامیوں نے ضحاک بن قیس کے ہاتھ پر (ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت) اس شرط پر کی کہ وہ ان کے اور شامیوں کے درمیان صلح کرائیں گے اور معاملہ ٹھیک کریں گے یہاں تک کہ لوگ ایک امام (ابن زبیر رضی اللہ عنہ) پر جمع ہوں ضحاک چاہتے تھے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت مکمل ہو جائے اور حمص میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ (گورنر) نے بیعت کرادی تھی اور اور زفر بن عبد اللہ کلابی نے قنسرین میں بیعت کرادی اور نائل بن قیس نے فلسطین میں (ابن زبیرؓ) کی بیعت کرادی اور روح بن زنباع جذامی کو وہاں سے نکال دیا''۔

مزید لکھتے ہیں:

« فَلَمْ يَزَلْ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ وَالْحُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ بِمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ يحسنون له أن يتولى، حَتَّى ثَنَوْهُ عَنْ رَأْيِهِ وَحَذَّرُوهُ مِنْ دُخُولِ سُلْطَانِ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَمُلْكِهِ إِلَى الشَّامِ، وَقَالُوا لَهُ: أَنْتَ شَيْخُ قُرَيْشٍ وَسَيِّدُهَا، فَأَنْتَ أَحَقُّ بهذا الأمر. فرجع عن البيعة لابن الزبير، وخاف ابن زياد الهلاك إن تولى غير بني أمية، فعند ذلك التف هَؤُلَاءِ كُلُّهُمْ مَعَ قَوْمِهِ بَنِي أُمَيَّةَ وَمَعَ أهل اليمن على مروان، فوافقهم على ما أرادوا، وَجَعَلَ يَقُولُ مَا فَاتَ شَيْءٌ»

''عبید اللہ بن زیاد اور حصین بن نمیر مروان بن حکم کو امارت خوبصورت بنا کر پیش کرتے رہے اور انہوں نے اس کی رائے (بیعت ابن زبیرؓ مروان آپ کی بیعت کرنے جارہا تھا) سے اسے موڑ دیا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے شام میں اقتدار سے اس کو خوفزدہ کیا

اور کہا کہ تم قریش کے شیخ و سردار ہو اور اسی پر تمہارہ حق ہے بس اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کو ترک کردیا اور ابن زیاد نے اسے بنی امیہ سے اقتدار جانے کی صورت میں ہلاکت سے ڈرایا اور اسی طرح یہ سب لوگ بنی امیہ اور اہل یمن مروان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کچھ نہیں بدلا ہے"۔

یعنی مروان نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کو ترک کردیا اور حضرت ضحاک بن قیس کو قتل کرکے دمشق پر قبضہ کرلیا۔ ضحاک بن قیس نے اپنی فوج کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا لیکن قتل ہوگئے اور ان کے قتل کے بعد ان کے لوگ مروان کی طرف آگئے پھر اس نے حمص میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ کو قتل کردیا اور اس پر قبضہ کرلیا اور اسی کے بعد مصر پر بھی قبضہ کرلیا اور اسی دوران مروان کی موت ہوگئی، اس کی بیوی نے بد عہدی کرنے پر اسے مار دیا (واللہ اعلم)

یہاں پر بھی اگر حضرت ابن زبیر رضی اللہ اپنی فوج سے ضحاک بن قیس امداد کرتے تو شاید شام میں ان کی خلافت باقی رہتی اور مصر تو تھا ہی شام کے رحم و کرم پر اور مروان اس طرح بغاوت نہیں کر پاتا۔ لیکن حیرت ہے آپ رضی اللہ عنہ نے بالکل بھی اسی طرف توجہ نہیں دی کیا سبب تھا اللہ بہتر جانتا ہے۔

عبدالملک بن مروان اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ

مروان کے مرنے کے بعد اس کی وصیت کے مطابق اس کا بیٹا عبدالملک تخت نشین ہوا لیکن اس کی نہ تو ولی عہدی صحیح تھی اور نہ ہی ابن زبیر رضی اللہ کے قتل ہونے تک وہ خلیفہ کہلایا جاسکتا ہے۔ اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف خصوصی توجہ دی اور خاص طور پر عراق و خراسان میں اس نے لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکایا۔

مختار کا فتنہ

آپ کے ہی دور میں مختار نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے کے بہانے ایک تحریک شروع کی جو دراصل عراق میں اپنی حکومت بنانے کی تحریک تھی اس نے بھی حالات کی خرابی کا فائدہ لیا اور حسین رضی اللہ عنہ قصاص کے بہانے اچھی خاصی فوجی قوت حاصل کرلی اور عراق پر قبضہ کرلیا اور ساتھ میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی لکھتا رہا کہ آپ کا فرمانبردار ہوں اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو کوفہ پر مقرر کردیا لیکن جب اس کی بد عادات اور جھوٹے دعوی ظاہر ہونے لگے تو آپ نے اپنے بھائی اور بصرہ کے نائب مصعب بن زبیرؓ کو اس کی سرکوبی پر مقرر کیا اور مصعبؓ نے اس کو آکر شکست دی اور قتل کردیا پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بصرہ اور کوفہ دونوں پر مصعبؓ کو مقرر کردیا۔

عبد الملک نے دو لشکر تیار کر کے روانہ کر دیئے ایک تھا عبید اللہ بن زیاد کا لشکر کوفہ پر قبضہ کے لئے اور دوسری فوج حبیش بن دجلہ کی سربراہی میں مدینہ بھیجی، عبید اللہ بن زیاد کا راستہ میں توابین (مختار بن ابی عبید الثقفی) سے ٹکراؤ ہو گیا اور اسے شکست ہوئی اور عبید اللہ بن زیاد قتل ہو گیا اور دوسرے لشکر کو شکست دینے کے لئے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عباس بن سہل بن سعد کو نائب بنا کر مدینہ بھیجا اور اس نے جا کر حبیش کو شکست دی اور حبیش بن دجلہ قتل ہوا۔

سال 68 ہجری مین حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے خراسان، آزر بائیجان، آرمینیا اور دوسرے علاقوں میں اپنے نائبین مقرر کئے اور اپنے بھائی مصعب کو بصرہ میں رہنے کی تلقین کی اور وہ جا کر بصرہ میں رہنے لگے۔

خوارج کے ساتھ جنگ

خوارج نے پہلے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی پھر وہ لوگ مکہ میں آپ سے ملنے آئے اور آپ سے حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ان کو جواب دیا جس وہ غصہ ہو کر چل دیئے اور پھر آپ کے خلاف خراسان اور مضافات میں خروج کیا اپ کے بصرہ کے عامل عبد اللہ بن حرث اور خراسان کے عامل مہلب بن ابی صفرہ نے ان کی مقابلہ کے لیے مسلم بن عبیس کے سربراہی میں لشکر بھیجا جس نے جا کر انہیں شکست فاش دی۔

مصعبؒ اور عبد الملک کا مقابلہ

عبد الملک نے آتے ہی کوفہ کے سرداروں سے خط و کتابت شروع کر رکھی تھی ابراہیم بن الاشتر کو عراق و خراسان کا امیر بنانے کی لالچ دی اور بصرہ کے لوگوں کو بھی خطوط لکھے اور اس کے آدمی وہاں پہنچ گئے مصعبؒ مکہ گئے ہوئے تھے پھر جب مصعبؒ لوٹے تو انہوں نے اہل بصرہ کو خوب باتیں سنائیں اور انہوں نے ابراہیم ابن الاشتر کو طلب کیا تو اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور مصعبؒ نے اسے فوج کا سالار بنا دیا، پھر عبد الملک ایک بڑا لشکر لے کر مصعبؒ پر چڑھ آیا اور مصعبؒ بھی اس کے مقابلہ پر نکلے جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو عبد الملک نے عراقی سرداروں کو پناہ دینے اور مختلف لالچوں کے خطوط لکھے اور ایک خط ابراہیم الاشتر کے پاس بھی ایا تھا اس نے خط کھول کر مصعب کے پاس رکھ دیا اور کہا اے امیر اس نے مجھے عراق کی امارت کی لالچ دی ہے اپ میری بات مانئے جن سرداروں کو خطوط آئیں ہیں انہیں قتل کر دیجئے تو مصعب نے کہا کہ نہیں اس طرح قبائل ہم سے مونہہ موڑ لیں گے اور پھر ابراہیم نے کہا اے امیر انہیں ابیاض میں قید کر دیجئے اگر آپ کو فتح ہوئی تو قتل کر دینا ورنہ وہ خود بخود آزاد ہو جائیں گے مصعب نے کہا اللہ تعالی احنف پر رحم کرے ہر وقت مجھے اہل عراق کے دھوکے و دغا سے ڈراتے رہتے تھے گویا کہ وہ ہماری آج کی

پوزیشن کو دیکھ رہے تھے۔ بس پھر دیر الجاثلیق کے مقام پر دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا اور ابراہیم نے محمد بن مروان کی فوج پر حملہ کر دیا اور شامیوں کو پیچھے دھکیل دیا عبدالملک نے عبد اللہ بن یزید کو ان پر حملہ کرنے کو کہا اور انہوں نے بہت زبردست جنگ کی پھر ابراہیم الاشتر شہید ہو گئے۔ اس کے بعد مصعب بن زبیر قلب میں کھڑے ہو کر علمبرداروں اور بہادروں کو پکارنے لگے لیکن کسی نے حرکت نہیں کی تو مصعب نے کہا اے ابراہیم آج ہم دوسرا ابراہیم کہاں سے لائیں بس لوگوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا اور بہت تھوڑی سی جمیعت آپ کے پاس رہ گئی اور آپ نے اپنے سسر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یاد کیا اور کہا کس طرح اہل عراق نے آپ سے دغا کی اور آپ کے بھائی اور والد سے دغا کی پھر مصعب نے کہا انہوں ہمارے ساتھ بھی دغا کی اور عبدالملک نے اپنے بھائی کے ہاتھ مصعب کو امان بھیجی۔ تو آپ نے امان سے انکار کر دیا اور اپنے بھائی عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے دغا کو دھوکہ تصور کیا اور کہا میرے جیسا آدمی یا تو غالب رہے گا یا مغلوب ہو کر قتل ہو گا۔ (یہ حضرت زبیرؓ کے فرزند تھے اور حسین رضی اللہ عنہ کے داماد ان کو ایسے ورغلانہ آسان نہ تھا) بس محمد بن مروان نے پھر آپ کو آواز دی اے میرے بھتیجے میری بات مان لے آور ایسامت کر لیکن آپ نے انکار کر دیا اور شدید جنگ کی یہاں تک خود آپ ہی کے فوجیوں یعنی اہل عراق نے آپ پر تیر چلا کر آپ کو قتل کر دیا اور آپ کا سر کاٹ کر عبد الملک کے پاس لے گئے۔ عبدالملک مصعب سے شدید محبت کرتا تھا اور ان کی پرانی گہری دوستی تھی اس نے اس کے قتل پر افسوس کیا اور اپنی خلافت کو بے برکت تک کہا۔

آپ کی بیوی سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہما نے آپ پر بہت دکھ کیا اور اپ کو اپنے بابا حسین رضی اللہ عنہ کے مثل قتل ہوتے دیکھا کیوں کہ یہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بھی ساتھ تھیں اور عین جنگ میں اپنے شوہر مصعب کے بھی ساتھ تھیں آپ نے بڑے ہی غمگیں انداز میں آپ کو جب مقتول پایا تو آپ کا مرثیہ کہا جو تواریخ میں موجود ہے۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو جب مصعب بن زبیرؒ کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپ نے ان پر مرثیہ کہا اور انہیں اپنے سب بھائیوں میں وفا کرنے والا بھائی کہا۔ آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور آپ اس میں مصعبؒ کی شہادت کی اطلاح دی تو لوگ اشکبار ہوئے اور خود آپ رونے لگے کہ خطبہ بھی نہیں دے پائے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے کی تقریر یہ تھی

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

«لَمَّا انْتَهَى إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَتْلُ أَخِيهِ مُصْعَبٍ قَامَ فِي النَّاسِ خَطِيبًا فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ يُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ وَيَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ يَشَاءُ، وَيُعِزُّ مَنْ يَشَاءُ وَيُذِلُّ مَنْ يَشَاءُ، بیده الخیر وهو علی کل

شيء قدير، أَلَا وَإِنَّهُ لَمْ يُذِلَّ اللَّهُ مَنْ كَانَ الْحَقُّ مَعَهُ وَإِنْ كَانَ فَرْدًا وَحْدَهُ، وَلَنْ يُفْلِحَ مَنْ كَانَ وَلِيَّهُ الشَّيْطَانُ وَحِزْبُهُ وَلَوْ كَانَ مَعَهُ الْأَنَامُ طُرًّا، أَلَا وَإِنَّهُ أَتَانَا مِنَ الْعِرَاقِ خَبَرٌ أَحْزَنَنَا وَأَفْرَحَنَا، أَتَانَا قَتْلُ مصعب فأحزننا فَأَمَّا الَّذِي أَفْرَحَنَا فَعِلْمُنَا أَنَّ قَتْلَهُ لَهُ شهادة، وأما الّذي أحزننا فان الحميم لفراقه لوعة يجدها حميمه عند المصيبة ثُمَّ يَرْعَوِي مِنْ بَعْدِهَا، وَذُو الرَّأْيِ جَمِيلُ الصَّبْرِ كَرِيمُ الْعَزَاءِ، وَلَئِنْ أُصِبْتُ بِمُصْعَبٍ فَلَقَدْ أُصِبْتُ بِالزُّبَيْرِ قَبْلَهُ، وَمَا أَنَا مِنْ عُثْمَانَ بخلو مُصِيبَةٍ، وَمَا مُصْعَبٌ إِلَّا عَبْدٌ مِنْ عَبِيدِ اللَّهِ، وَعَوْنٌ مِنْ أَعْوَانِي، أَلَا وَإِنَّ أَهْلَ الْعِرَاقِ أَهْلُ الْغَدْرِ وَالنِّفَاقِ أَسْلَمُوهُ وَبَاعُوهُ بِأَقَلِّ الثَّمَنِ، فَإِنْ يُقْتَلْ فَإِنَّا وَاللَّهِ مَا نَمُوتُ عَلَى مَضَاجِعِنَا كَمَا تَمُوتُ بَنُو أَبِي الْعَاصِ، والله ما قتل منهم رَجُلٌ فِي زَحْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَلَا فِي الْإِسْلَامِ. وَمَا نَمُوتُ إِلَّا بِأَطْرَافِ الرِّمَاحِ أَوْ تحت ظل السيوف، فان بني أبي العاص يجمعون الناس بالرغبات والرهبات، ثم يقاتلون بهم أعداءهم ممن هو خير منهم وأكرم ولا يقاتلون تابعيهم زحفا، أَلَا وَإِنَّ الدُّنْيَا عَارِيَةٌ مِنَ الْمَلِكِ الْأَعْلَى الَّذِي لَا يَزُولُ سُلْطَانُهُ وَلَا يَبِيدُ مُلْكُهُ، فان تقبل الدنيا لآخذها أخذ الأشر البطر، وإن تدبر لا أبكي عليها بكاء الحزين الأسف الْمَهِينِ، أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَلَكُمْ.»

"جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنے بھائی مصعب کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپ نے کھڑے ہو کر لوگوں میں تقریر کی اور فرمایا۔ سب تعریف اس اللہ تعالی کے لیے ہیں جس کے لئے امر و خلق ہے وہ جسے چاہتا ہے حکومت دیتا ہے جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے آگاہ رہو کہ جس کے ساتھ حق ہو اسے اللہ تعالی نے کبھی ذلیل نہیں کیا خواہ وہ فرد واحد ہو وہ شخص کبھی کامیاب نہیں ہوا جس کا دوست شیطان اور اس کی پارٹی ہو خواہ اس کے ساتھ سارے لوگ ہوں آگاہ رہو ہمارے پاس عراق سے خبر آئی ہے جس نے ہمیں غمگیں کیا ہے ہمارے پاس مصعب کے قتل کی خبر آئی ہے تو اس نے ہمیں غمگیں کر دیا ہے وہ یہ کہ بلاشبہ قریبی عزیز کو مصیبت کے وقت غم کی جلن محسوس ہوتی ہے اور بعد آزاں اس سے باز آجاتا ہے اور اصحاب الرائے اور صبر کرنے والا ہوتا ہے مجھے مصعب کی تکلیف پہنچی ہے اور اس کے قبل مجھے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تکلیف بھی پہنچ چکی ہے اور میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مصیبت سے بھی خالی نہیں ہوں اور مصعب اللہ کے بندوں میں ایک بندہ اور میرے مددگاروں میں سے ایک مددگار تھا آگاہ رہو عراقی غداروں اور منافقوں نے اس کی مدد چھوڑ دی تھی اور اسے کم تر قیمت میں بیچ ڈالا تھا اگر وہ قتل ہو گیا ہے تو اللہ کی قسم ہم اپنے بستروں پر نہیں مریں گے جیسا کہ بنو ابی العاص مرا کرتے ہیں اللہ کی قسم جاہلیت اور اسلام میں ان میں کوئی شخص لشکر میں قتل نہیں ہوا اور ہم نیزوں کی نوکوں اور تلواروں کے سائے میں مرتے ہیں بلاشبہ بنو ابی العاص لوگوں کو رغبت دلانے والی اور ڈرانے والی چیزوں سے اکٹھا کرتے ہیں پھر ان کے ساتھ لوگوں سے جنگ کرتے ہیں جو ان سے بہتر اور معزز ہوتے ہیں اور ان پیرکاروں سے فوج کی صورت میں

جنگ نہیں کرتے آگاہ رہو کہ دنیا اس بلند و برتر بادشاہ سے عاریتاً ہے جس کی بادشاہت کو زوال نہیں اور نہ اس کی حکومت تباہ ہو سکتی ہے اگر دنیا آئے تو میں اسے ایک متکبر اور ناپسند کرنے والے کی طرح پکڑوں گا اور اگر وہ پشت پھیر جائے تو میں اس پر غمگیں اور حقیر آدمی کی طرح نہیں روؤں گا میں یہ بات کہتا ہوں اور اپنے لئے اور تمہارے لئے دینا سے بخشش طلب کرتا ہوں"۔

امیر المومنین عبداللہ بن زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما اور عبدالملک کے درمیان کشمکش

عراق میں مصعب کے قتل کے بعد عبدالملک نے قبضہ کر لیا تھا اور پھر وہ حجاز پر فوج کشی کے بارے میں سوچ رہا تھا لیکن کوئی آدمی اس کے لئے تیار نہیں ہو پایا تو حجاج نے جا کر اس کام کو کرنے کا وعدہ کیا اور عبدالملک نے اسے امیر لشکر و گورنر حجاز بنا کر بھیج دیا۔ عبدالملک نے مکہ پر سیدھا چڑھائی کرنے سے گریز کیا اور اس نے چھوٹے لشکر بنا کر حجاز بھیجے ان میں ایک مدینہ کی طرف عروہ بن انیف کی سربراہی میں بھیجا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے گورنر مدینہ چھوڑ گئے پھر وہ واپس شام چلا گیا تو یہ بھی واپس آ گئے پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر دیا عبدالملک نے پھر خیبر پر لشکر بھیجا اس کا امیر عبدالملک بن حرث تھا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے عامل سلیمان بن خالد تھے جو اس جنگ میں شہید ہوئے پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو حالات کا علم ہوا تو آپ نے جابر بن اسود کو مدینہ کا عامل بنا کر بھیجا اس نے ابو بکر بن قیس کو خیبر روانہ کیا اور ابو بکر نے سلیمان کو شکست دے کر خیبر واپس فتح کر لیا۔ عبدالملک نے پھر طارق بن عمر کو حجاز روانہ کیا اس نے آکر خیبر پر حملہ کیا اور خیبر کے عامل ابو بکر بن قیس نے سخت مزاحمت کی لیکن شہید ہوئے تو عامل مدینہ جابر بن اسود نے دو ہزار کا لشکر خیبر روانہ کر دیا اور وہاں بہت سخت جنگ ہوئی اور جابر کی فوج کو شکست ہوئی اور ان کے بہت سے آدمی مارے گئے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے جابر کو معزول کر کے محمد بن طلحہ کو مدینہ کا عامل بنا کر بھیجا پھر ان کے درمیان جنگ ہوتی رہی اور مدینہ بدستور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت میں رہا۔ آخر کار عبدالملک نے مکہ پر فوج کشی کا ارادہ کر لیا۔ لیکن سرادارانِ شام مکہ پر حملہ کرنے سے گریز کرنے لگے عبدالملک نے پھر ایک نوجوان حجاج بن یوسف کو اس کام پر لگا دیا۔

حجاج بن یوسف کی مکہ پر چڑھائی

حجاج بن یوسف حجاز میں طائف میں آیا کیونکہ یہ اسی کا شہر تھا پھر یہ وہاں سے دستے لڑنے کے لئے مکہ بھیجتا رہتا تھا حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ کی حفاظت کے انتظام کر لئے تھے اور ان کی مکہ کے باہر لڑائی ہوتی رہتی لیکن پھر عبدالملک نے حجاج کی مدد کے لئے نئی فوج بھیج دی اور اس کے آتے ہی حجاج فوجیں لے کر مکہ پر چڑھ آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا اور یہ لوگ روزانہ مکہ و حرم پر سنگ

باری کرتے رہتے تھے اور آگ کے گولے بھی پھینکتے تھے اسی سنگ باری کی وجہ صحابی رسول اللہ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے وہ ایک دن حرم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک پتھر آ کر انہیں لگا اور شہید ہوئے۔ حجاج نے مکہ میں رسد بھی بند کر دی تھی حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے پہلے انتظامات کر لئے تھے لیکن محاصرہ طویل ہونے لگا تو خوراک کی کمی ہونے لگی پھر ایام حج بھی آ گئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر حجاج نے ایام حج مین سنگ باری رکوا دی۔ لیکن حضرت عبداللہ بن زبیر اور آپ کے ساتھی حج و قربانی نہیں کر پائے کیونکہ آپ محصور تھے

حرم میں جنگ

اسی دوران حجاج نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا لیکن آپ نے اس کوئی جواب نہ دیا اور ڈٹے رہے یہاں تک جنگ حرم تک آ گئی بہت لوگوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا اور یہاں تک آپ کے بیٹے بھی آپ کا ساتھ چھوڑ کر حجاج کی طرف چلے گئے بس آپ کے ساتھ چند مخلصین ساتھی رہ گئے اس صورتحال میں آپ اپنی والدہ محترمہ کے پاس تشریف لائے اور ان سے ملاقات کی۔ اور انہیں اس بات کی شکایت کی کہ مجھے میرے بیٹوں تک نے چھوڑ دیا ہے آپ کا اور آپ کی والدہ کا مکالمہ نصیحت آموز ہے جسے پورا کا پورا ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

آپ کا اپنی والدہ سے ملاقات اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور نواسے کا سبق آموز مکالمہ

(پورا مکالمہ حافظ ابن کثیرؒ کی کتاب البدایہ والنہایہ سن 73 ہجری کے وقعات سے لیا ہے)

«وَدَخَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ عَلَى أُمِّهِ فَشَكَا إِلَيْهَا خِذْلَانَ النَّاسِ لَهُ، وَخُرُوجَهُمْ إِلَى الْحَجَّاجِ حَتَّى أَوْلَادِهِ وَأَهْلِهِ، وَأَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مَعَهُ إِلَّا الْيَسِيرُ، وَلَمْ يَبْقَ لَهُمْ صَبْرُ سَاعَةٍ، وَالْقَوْمُ يُعْطُونَنِي مَا شِئْتُ مِنَ الدُّنْيَا، فَمَا رَأْيُكِ؟»

"عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے امی جان لوگ ہمیں چھوڑ کر حجاج کے پاس چلے گئے ہیں اور میرے اپنے بیٹے بھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں اور بہت تھوڑے آدمی میرے پاس رہ گئے ہین جو بھی اب صبر نہیں کر سکتے، اور دشمن میری ہر بات ماننے کو تیار ہے (دستبرادری کی صورت میں) اس میں آپ کی کیا رائے ہے۔

تو صدیق اکبرؓ کی بیٹی نے جواب دیا

«فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّ أَنْتَ أَعْلَمُ بِنَفْسِكَ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّكَ عَلَى حَقٍّ وَتَدْعُو إِلَى حَقٍّ فَاصْبِرْ عَلَيْهِ فَقَدْ قُتِلَ عَلَيْهِ أَصْحَابُكَ، وَلَا تُمَكِّنْ مِنْ رَقَبَتِكَ يَلْعَبْ بِهَا غلمان بنى أمية، وإن كنت تعلم أنك إِنَّمَا أَرَدْتَ الدُّنْيَا فَلَبِئْسَ الْعَبْدَ أَنْتَ، أَهْلَكْتَ نَفْسَكَ وَأَهْلَكْتَ مَنْ قُتِلَ مَعَكَ، وَإِنْ كُنْتَ عَلَى حَقٍّ فَمَا وَهَنَ الدِّينُ وَإِلَى كَمْ خلودك فِي الدُّنْيَا؟ الْقَتْلُ أَحْسَنُ»

''اے میرے بیٹے اپنے متعلق تم بہتر جانتے ہو اگر تو اپنے اپ کو حق پر سمجھتا ہے اور حق کی دعوت دیتا ہے تو صبر کر تیرے اصحاب اس میں قتل ہو چکے ہین، اپنی گردن پر ان کو قابو نہ دینا کہ بنو امیہ کے بچے اس سے کھیلتے پھریں، اور تو جانتا ہے کہ اگر تیرا مطلب دنیا ہے تو، تو بہت برا آدمی ہے کہ اپنے آپ کو بھی ہلاکت میں ڈالا اور اپنے ان اصحاب کو بھی ہلاکت میں ڈالا جو تیرے ساتھ لڑ رہے ہیں اور اگر تو حق پر ہے تو اللہ کا دین کمزور نہیں ہے اور تم کتنے دن اور زندہ رہو گے اس سے قتل ہو جانا بہتر ہے''۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سے کہا

«وَقَالَ: هَذَا وَاللَّهِ رَأْيِي، ثُمَّ قَالَ: وَاللَّهِ مَا رَكَنْتُ إِلَى الدُّنْيَا وَلَا أَحْبَبْتُ الحياة فيها، وما دعاني إلى الخروج إلى الْغَضَبُ لِلَّهِ أَنْ تُسْتَحَلَّ حُرْمَتُهُ، وَلَكِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ أَعْلَمَ رَأْيَكِ فَزِدْتِينِي بَصِيرَةً مَعَ بَصِيرَتِي»

''ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میری بھی یہی رائے ہے اور کہا کہ اللہ کی قسم میں نے دنیا کو پسند نہیں کیا اور نہ ہی میں نے اس کی زندگی کی آرزو کی ہے اور خروج پر صرف اللہ کی ناراضگی سے بچنے پر آمادہ ہوا ہوں کہ انہوں نے اس کی حرمت کو جائز سمجھ لیا ہے لیکن میں نے آپ کی راء کو جاننا ضروری خیال کیا اور آپ نے اپنی بصیرت سے میری بصیرت میں اور اضافہ کر دیا''۔

«فانظری یا أماه فاني مقتول في يَوْمِي هَذَا فَلَا يَشْتَدُّ حُزْنُكِ، وَسَلِّمِي لِأَمْرِ اللَّهِ، فَإِنَّ ابْنَكِ لَمْ يَتَعَمَّدْ إِتْيَانَ مُنْكَرٍ، وَلَا عَمِلَ بِفَاحِشَةٍ قَطُّ، وَلَمْ يَجُرْ فِي حُكْمِ اللَّهِ، وَلَمْ يَغْدُرْ فِي أَمَانٍ وَلَمْ يَتَعَمَّدْ ظُلْمَ مُسْلِمٍ وَلَا مُعَاهَدٍ، وَلَمْ يَبْلُغْنِي ظُلْمٌ عَنْ عَامِلٍ فَرَضِيتُهُ بَلْ أَنْكَرْتُهُ، وَلَمْ يكن عندي آثر من رضى رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، اللَّهمّ إِنِّي لَا أَقُولُ هَذَا تَزْكِيَةً لِنَفْسِي، اللَّهمّ أَنْتَ أَعْلَمُ بِي مِنِّي وَمِنْ غَيْرِي، وَلَكِنِّي أَقُولُ ذَلِكَ تَعْزِيَةً لِأُمِّي لِتَسْلُوَ عَنِّي»

''پھر کہا کہ اے میری ماں آج میں قتل ہو جاؤں گا اور آپ کا غم نہ بڑھے اور مجھے اللہ کے حوالے کر دو بلاشبہ آپ کے بیٹے نے کبھی بھی جان بوجھ کر رضا الٰہی کے خلاف نہیں کیا اور نہ کبھی برا کام کیا اور نہ حکم الٰہی میں زیادتی کی اور نہ کبھی خیانت کی اور نہ ہی جان بوجھ کر ظلم کیا ہے اور نہ ہی میں نے کسی عامل کے ظلم کو پسند کیا میں اس بات کو ناپسند کیا اور نہ ہی میرے پاس اپنے رب کی رضاء کا کوئی اثر ہے اے اللہ میں یہ بات اپنے نفس کو پاک کرنے پر نہیں کہتا بلکہ میں اپنی ماں کو اس سے تسلی دینا چاہتا ہوں تا کہ وہ مجھے بھول سکے''۔

آپ کی والدہ نے فرمایا

«فَقَالَتْ أُمُّهُ: إِنِّي لَأَرْجُو مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَكُونَ عَزَائِي فِيكَ حَسَنًا، إِنْ تَقَدَّمْتَنِي أَوْ تَقَدَّمْتُكَ، فَفِي نَفْسِي اخْرُجْ يَابُنَيَّ حَتَّى أَنْظُرَ مَا يَصِيرُ إِلَيْهِ أَمْرُكَ»

"مجھے اللہ تعالی سے امید ہے اور میرا صبر ہی تیرے متعلق اچھا ہے خواہ تم مجھے سے مقدم ہو یا میں تجھ سے مقدم ہو کہا اے میرے بیٹے مجھے باہر دیکھنے دے کہ میں دیکھوں کہ تیرا معاملہ کہاں تک پہونچا ہے"۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا

«فَقَالَ جَزَاكِ اللّٰهُ يَا أُمَّهْ خَيْرًا فلا تدعي الدعاء قبل وبعد فقالت: لا أدعه أبدا لمن قُتِلَ عَلَى بَاطِلٍ فَلَقَدْ قُتِلْتَ عَلَى حَقٍّ»

"ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ماں اللہ آپ کو جزادے اس سے پہلے اور بعد میں دعا کرنا ترک نہ کرنا آپ کی والدہ نے کہا اسے تو باطل پر لڑنے والوں کے لئے ترک نہیں کرتی تو پھر بھی حق پر ہے"۔

آپ کی والدہ رضی اللہ عنہا نے مزید کہا

«ثُمَّ قَالَتْ: اللَّهُمَّ ارْحَمْ طُولَ ذَلِكَ الْقِيَامِ وَذَلِكَ النَّحِيبِ وَالظَّمَأَ فِي هَوَاجِرِ الْمَدِينَةِ، وَمَكَّةَ، وَبِرَّهُ بِأَبِيهِ وَبِي، اللَّهمّ إِنِّي قَدْ سَلَّمْتُهُ لِأَمْرِكَ فِيهِ وَرَضِيتُ بِمَا قَضَيْتَ فَقَابِلْنِي فِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِثَوَابِ الصَّابِرِينَ الشَّاكِرِينَ. ثُمَّ أَخَذَتْهُ إِلَيْهَا فَاحْتَضَنَتْهُ لِتُوَدِّعَهُ وَاعْتَنَقَهَا لِيُوَدِّعَهَا»

"اے اللہ اس کے طویل قیام اور رونے اور مکہ و مدینہ کی دوپہر کی پیاس اور اپنے باپ اور میرے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے اس پر رحم فرما، اے اللہ میں نے اسے تیرے فیصلہ کے حوالے کیا اور تو نے جو فیصلہ کیا ہے میں اس سے راضی ہوں پس عبد اللہ بن زبیر کے بارے میں مجھے صابرین و شاکرین کا ثواب دے پھر آپ نے اپنے بیٹے کو گود میں لے لیا اور اسے الوداع کرنے کے لئے گلے سے لگا لیا"۔

«فَوَجَدَتْهُ لَابِسًا دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَتْ: يَابُنَيَّ ما هذا الباس من يريد ما نريد مِنَ الشَّهَادَةِ!! فَقَالَ يَا أُمَّاهُ إِنَّمَا لَبِسْتُهُ لِأُطَيِّبَ خَاطِرَكِ وَأُسَكِّنَ قَلْبَكِ بِهِ، فَقَالَتْ: لَا يَا بُنَيَّ وَلَكِنِ انْزِعْهُ فَنَزَعَهُ وَجَعَلَ يَلْبَسُ بَقِيَّةَ ثِيَابِهِ وَيَتَشَدَّدُ وَهِيَ تَقُولُ: شَمِّرْ ثِيَابَكَ، وَجَعَلَ يَتَحَفَّظُ مِنْ أَسْفَلِ ثِيَابِهِ لِئَلَّا تَبْدُو عَوْرَتُهُ إِذَا قُتِلَ، وَجَعَلَتْ تُذَكِّرُهُ بِأَبِيهِ الزُّبَيْرِ، وَجَدِّهِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَجَدَّتِهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَخَالَتِهِ عَائِشَةَ زَوْجِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وترجيه القدوم عليهما إِذَا هُوَ قُتِلَ شَهِيدًا، ثُمَّ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا فَكَانَ ذَلِكَ آخِرَ عَهْدِهِ بِهَا رَضِيَ الله عنهما»

''آپ نے اپنے بیٹے کو زرہ پہنے دیکھا تو کہنے لگیں اے میرے بیٹے یہ لباس شہادت کے امیدواروں کا نہیں ہوتا آپ نے کہا کہ اے میرے ماں میں اپ کو تسلی دینے کے خاطر اسے پہنا ہے وہ کہنے لگیں اے میرے بیٹے اسے اتار دے تو آپ نے اسے اتار دیا اور بقیہ کپڑے پہننے لگے تو آپ کی والدہ نے کہا کہ اپنے کپڑوں کو مضبوط کردو آپ اپنے نچلے حصہ کے کپڑوں کو مضبوط کرنے لگے تاکہ آپ کے قتل کے بعد آپ کے قابل شرم جگہ ظاہر نہ ہو آپ کی والدہ نے پھر آپ کے سامنے زبیر رضی اللہ عنہ، آپ کے نانا ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ آپ کی دادی صفیہ بنت عبد المطلب اور آپ کی خالہ عائشہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کا تذکرہ کرنے لگیں اور آپ کو امید دلانے لگیں کہ قتل کے بعد تم ان کے پاس ہونگے اس کے بعد آپ باہر آئے اور یہ آپ کی والدہ سے آپ کی آخری ملاقات تھی''۔

امیر المومنین عبد اللہ بن زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما کی شہادت

امیر المومنین عمر الفاروق رضی اللہ عنہ، امیر المومنین عثمان و امیر المومنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے مسلمانوں کے چوتھے امیر تھے جو شہید کئے گئے۔

آپ رضی اللہ عنہ جب اپنی والدہ رضی اللہ عنہا سے مل کر واپس آئے تو اپنے مخلصین ساتھیوں کو جمع کیا

«قَالُوا: وَكَانَ يَخْرُجُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَهُنَاكَ خَمْسُمِائَةِ فَارِسٍ وَرَاجِلٍ فَيَحْمِلُ عَلَيْهِمْ فَيَتَفَرَّقُونَ»

''مورخین کہتے ہیں: کہ آپ مسجد الحرام کے باب سے باہر نکلے اور باہر پانچ سو سوار اور پیادہ شامی لشکر تھا آپ جب ان پر حملہ کرتے تھے سب کے سب بھاگ کھڑے ہوتے تھے پھر آپ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے اس قدر زوردار حملہ کیا کہ شامی لشکر حرم کے حدود سے منتشر ہو گیا پھر آپ آگے بڑھے۔ مورخین بیان کرتے ہیں کہ حرم کے سارے دروازوں پر اہل شام نے محاصرہ کیا ہوا تھا آپ اور آپ کے ساتھی ان پر حملہ آور ہوتے اور انہیں پیچھے ہٹا دیتے یہاں تک آپ کے اصحاب بہت کم رہ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہر دروازے پر ان کا مقابلہ کرتے آپ پر منجنیق سے پتھر برسائے جارہے تھے لیکن آپ برابر ان پر حملہ کرتے جارہے تھے یہاں تک کہ اہل شام بطح تک پیچھے ہٹ گئے آپ کی عمر مبارک ستر سال تھی بھی کوئی آپ سے مقابلہ کی ہمت نہ کر پاتا آپ کی شجاعت کا اقرار اہل شام بھی کرنے لگے بس 17 جمادی الاول کو آپ رضی اللہ عنہ نے ساری رات جاگ کر عبادت میں گزاری اور جب صبح ہوئی تو آپ نے نماز فجر ادا کی اور شامیوں نے پھر سے لڑائی چھیڑ دی آپ رضی اللہ عنہ سے لڑنے لگے آپ کی شجاعت سے بجھ کر رہ گئے بس

پھر انہوں نے آپ کا مقابلہ کرنے کے بجائے اینٹ اور پتھر آپ پر پھینکنا شروع کر دئے جس سے آپ رضی اللہ عنہ سخت زخمی ہو گئے اور ایک بھاری پتھر آپ رضی اللہ کے سر پر آ لگا اس سے بے ساختہ ہو کر گر پڑے اور شامیوں نے آپ کو شہید کر دیا-انا اللہ وانا الیہ راجعون اور عبد الملک کے حکم سے اپ کا سر مبارک شام بھیجا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کو سولی پر لٹکا دیا گیا اہل شام تکبیر کے نعرے بلند کرنے لگے کہ یہ شور سن کر حضرت عبد اللہ بن عمر آئے اور معلوم کیا کہ کیا بات ہے لوگوں نے کہا اہل شام نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے اور خوشی میں تکبیریں کہہ رہے ہیں۔

اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

«أَمَا وَاللّٰهِ لَلَّذِينِ كَبَّرُوا عِنْدَ مَوْلِدِهِ خَيْرٌ مِنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كبروا عند قتله»

"تو فرمایا کہ اللہ کی قسم ان کے پیدا ہونے پر تکبیریں کہنے والے ان کے قتل ہونے تکبیریں کہنے والوں سے زیادہ افضل تھے"۔

پھر آپ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی لٹکی ہوئی نعش پر گئے اور فرمایا

« فَقَالَ: رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ يَا أَبَا خُبَيْبٍ، أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتَ صَوَّامًا قَوَّامًا. ثُمَّ قَالَ: أَمَا آنَ لِهَذَا الرَّاكِبِ أَنْ يَنْزِلَ؟ فَبَعَثَ الْحَجَّاجُ فَأُنْزِلَ عَنِ الْجِذْعِ وَدُفِنَ هُنَاكَ» (البداية النهاية)

"اے ابو خبیب اللہ تعالی کی آپ پر رحمتیں ہوں اللہ قسم آپ قیام وصیام والے تھے پھر کہا کیا اس سوار کے اترنے کا وقت نہیں آیا؟ پھر آپ کو حجاج نے کہلا بھیجا تو آپ نے ان کی نعش اتروا کر دفن کر دی"۔

آپ رضی اللہ عنہ کے کچھ گورنر

عبد اللہ بن یزید الخطمی، نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ (قتل ہونے تک آپ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے حمص کے گورنر بعد میں مروان نے حملہ کر کے اپ کو قتل کر دیا۔ عبد الرحمن بن جحدم (مصر) زفر بن حارث (قنسرین) عبد اللہ بن مطیع (کوفہ) مہلب بن ابی صفرہ (خراسان) مصعب بن زبیر (بصرہ) ضحاک بن قیس (شام۔ضحاک نے شام میں آپ کی بیعت لے لی تھی بعد میں مروان کے ساتھ اردن میں جنگ کی اور قتل ہوئے) اور نائل بن قیس (فلسطین—مروان کے قبضہ سے پہلے)

آپ کے قاضیوں میں عبد اللہ بن عتبہ ،ہشام بن ہبیرہ اور شریح بن حارث مشہور ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایات بکثرت آتی ہیں کہ آپ کی عبادت بہت ہی تاثیر والی ہوتی تھی اور آپ استقامت کے ساتھ قیام فرماتے تھے اور بہت زیادہ نماز پڑھتے تھے اور روایات میں آتا ہے کہ آپ قیام میں سورہ بقرۃ، آل عمران، نساء اور مائدہ پڑھ لیتے تھے اور ہلتے تک نہ تھے شامیوں کی سنگ باری کے دوراں اپ حرم میں نماز ادا کر رہے تھے تو ایک پتھر اکر آپ کو لگا لیکن اپ اسی حالت میں نماز پڑھتے رہے اور حرکت تک نہ کی اور سخی بھی تھے۔

آپ کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے خوشی منائی تھی اور یہود کے مقابلے میں تکبیریں کہیں تھیں اور آپ کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رکھا تھا۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت بھی کی تھی

«وَقَالَ الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّمَ فِي غِلْمَةٍ تَرَعْرَعُوا مِنْهُمْ عَبْدُ اللَّهِ ابن جَعْفَرٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ بَايَعْتَهُمْ فَتُصِيبَهُمْ بَرَكَتُكَ وَيَكُونُ لَهُمْ ذِكْرٌ، فَأُتِيَ بِهِمْ إِلَيْهِ فَكَأَنَّهُمْ تَكَعْكَعُوا وَاقْتَحَمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: إِنَّهُ ابْنُ أَبِيهِ وَبَايَعَهُ»

"زبیر بن بکار نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں کے بارے میں بات کی جن میں عبد اللہ بن جعفر، عبد اللہ بن زبیر اور عمر بن ابی سلمہ شامل تھے اور آپ سے کہا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ ان سے بیعت لیں گے تو ان کے لئے باعث برکت وشہرت ہوگی بس پھر ان کو لایا گیا یہ دونوں رسول اللہ کو دیکھ کر جھکے لیکن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بڑی دلیری سے داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر کہا کہ یہ اپنے باپ کا بیٹا ہے (مطلب زبیر رضی اللہ عنہ کی طرح شجاعت والا) ہوگا اور آپ سے بیعت لی"۔

آپ کی آواز و تقریر کا انداز مثل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھا اس پر آپ کے والد زبیر رضی اللہ عنہ کی گواہی

ابن کثیر البدایہ میں لکھتے ہیں کہ جب افریقہ فتح ہوا اس میں آپ نے بے پناہ شجاعت کا مظاہرہ کیا تو عبد اللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ امیر مصر نے آپ ہی کو حضرت عثمان کے پاس خوشخبری دینے کے لئے بھیجا جب آپ نے آکر امیر المومنین عثمانؓ کو سب کچھ بتایا تو حضرت عثمانؓ نے آپ سے فرمائش کی کہ منبر پر چڑھ کر یہ سب کچھ لوگوں کو بتائیں۔ آپ خود ہی اس کو روایت کرتے ہیں۔۔۔

«قال له عثمان: إن استطعت أَنَّ تُؤَدِّيَ هَذَا لِلنَّاسِ فَوْقَ الْمِنْبَرِ، قَالَ: نَعَمْ! فَصَعِدَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَوْقَ الْمِنْبَرِ فَخَطَبَ النَّاسَ وَذَكَرَ لَهُمْ كَيْفِيَّةَ مَا جَرَى، قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَبِي الزُّبَيْرُ فِي جُمْلَةِ مِنْ حَضَرَ، فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهُ كَادَ أَنْ يُرْتَجَّ عَلَيَّ فِي الْكَلَامِ مِنْ هَيْبَتِهِ في قلبي، فرمزني بعينه وأشار إلي ليحصني، فَمَضَيْتُ فِي الْخُطْبَةِ كَمَا كُنْتُ، فَلَمَّا نَزَلْتُ قَالَ: وَاللهِ لَكَأَنِّي أَسْمَعُ خُطْبَةَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ حِينَ سَمِعْتُ خُطْبَتَكَ يَا بُنَيَّ»

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ یہ بات لوگوں کو منبر پر چڑھ کر بتاؤ میں نے کہا ٹھیک ہے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے منبر پر چڑھ کر خطاب کیا اور اس وقت کی کیفیت بیان کی کہتے ہیں کہ میں متوجہ ہوا تو دیکھا کہ لوگوں میں میرے والد زبیر رضہ بھی موجود ہیں جب میں نے آپ کے چہرہ کو دیکھا تو قریب تھا کہ میں ان کی ہیبت سے جو بات میرے دل میں تھی اور تقریر بند ہو جاتی تو پھر آپ رضہ (زبیر رضہ) نے مجھے اشارہ کیا اور اپنے سے بچنے کا کہا تو میں رواں ہو گیا جسے میں پہلے رواں تھا جب میں منبر سے اترا تو آپ نے مجھے کہا اے میرے بیٹے جب میں تمہاری تقریر سنی تو اللہ کی قسم مجھے یوں معلوم ہوا کہ ابو بکر الصدیق کی تقریر سن رہا ہوں۔

ام المؤمنین سیدۃ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے محبت

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا آپ سے بے پناہ محبت کرتی تھیں اور آپ نے اپنی کنیت آپ ہی کے نام پر ام عبد اللہ رکھی تھی گویا کہ یہ آپ کو بخش دئے گئے تھے اور تقریباً ہر وقت آپ ام المومنین کے گھر ہی رہتے تھے۔ جنگ جمل میں آپ نے اشتر سے شدید لڑائی کی تھی اور آپ بہت زیادہ زخمی ہو گئے تھے ام المومنین نے آپ کے بارے میں جاننے کے لئے آدمی بھیجے تو واپس آ کر اپ کو کہا کہ زندہ ہیں تو سر بسجود خدا ہو گئیں۔

ابن کثیر لکھتے ہیں:

«وَقَدْ أَعْطَتْ عَائِشَةُ لِمَنْ بَشَّرَهَا أَنَّهُ لَمْ يُقْتَلْ عَشَرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وَسَجَدَتْ لله شكرا، وكانت تُحِبُّهُ حُبًّا شَدِيدًا، لِأَنَّهُ ابْنُ أُخْتِهَا، وَكَانَ عزيزا عليها، وقد روى عن عروة أن عائشة لم نكن تُحِبُّ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأبي بكر مثل حبها ابن الزبير، قال: وَمَا رَأَيْتُ أَبِي وَعَائِشَةَ يَدْعُوَانِ لِأَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ مِثْلَ دُعَائِهِمَا لِابْنِ الزُّبَيْرِ»

''اور جس شخص نے ام المومنین کو اطلاح دی کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ زندہ ہیں تو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ نے اسے دس ہزار درہم عطا کئے اور اللہ کے حضور شکرانہ کا سجدہ کیا آپ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بہت پیار کرتی تھیں یہ آپ کی بہن کے بیٹے تھے اور آپ کو بہت عزیز تھے عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد عبد

اللہ بن زبیر کے سب سے زیادہ عزیز رکھتی تھیں اور میں نے اپنے والد اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو مخلوق میں سے کسی کے لئے بھی عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کیلئے دعا کرتے نہیں دیکھا"۔

ابن عمر و ابن زبیر رضی اللہ عنہم

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ آپ کو خلافت کے معاملے میں پڑنے سے روکتے تھے اور جب آپ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور آپ کی نعش مبارک سولی پر لٹکائی گئی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روزانہ آپ کی نعش پر آتے اور آپ کو سلام کرتے تھے اس وجہ سے حجاج کو شرم آئی اور آپ کو دفنایا گیا۔ آپ کی شہادت پر شامیوں کو خوشی کے نعرے لگاتے سنا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بے ساختہ یہ الفاظ بولے جن کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی صحیح تعریف و منقبت کہیں تو بیجا نہ ہوگا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

«أَمَا وَاللَّهِ لَلَّذِينِ كَبَّرُوا عِنْدَ مَوْلِدِهِ خَيْرٌ مِنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كبروا عند قتله»
"اللہ کی قسم ان کے پیدا ہونے پر تکبیریں کہنے والے ان کے قتل ہونے پر تکبیریں کہنے والوں سے بہت زیادہ افضل تھے"۔

پھر آپ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی لٹکی ہوئی نعش پر گئے اور فرمایا

«فَقَالَ: رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ يَا أَبَا خُبَيْبٍ، أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ كُنْتَ صَوَّامًا قَوَّامًا، ثُمَّ قَالَ: أَمَا آنَ لِهَذَا الرَّاكِبِ أَنْ يَنْزِلَ؟ فَبَعَثَ الْحَجَّاجُ فَأُنْزِلَ عَنِ الْجِذْعِ وَدُفِنَ هُنَاكَ»
"اے ابو خبیب اللہ تعالی کی آپ پر رحمتیں ہوں اللہ قسم آپ قیام و صیام والے تھے پھر کہا کیا اس سوار کے اترنے کا وقت نہیں آیا؟ پھر حجاج نے اپ کو کہلا بھیجا تو آپ نے ان کی نعش اتروا کر دفن کر دی"۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ و ابن عباس رضی اللہ عنہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ کی بیعت سے رکے رہے تو لوگوں نے خیال کیا کہ شاید وہ آپ کی رہن سہن کو پسند نہیں کرتے اور آپ کے مخالف ہیں اس لئے آ کر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آپ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا

ابن کثیر لکھتے ہیں:

«وَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ ---: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ كَانَ قَارِئًا لِكِتَابِ اللَّهِ، مُتَّبِعًا لِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ، قَانِتًا لِلَّهِ صَائِمًا فِي الْهَوَاجِرِ مِنْ مَخَافَةِ اللَّهِ، ابْنُ حَوَارِيِّ رَسُولِ اللَّهِ، وَأُمُّهُ بِنْتُ الصِّدِّيقِ، وَخَالَتُهُ عَائِشَةُ حَبِيبَةُ حَبِيبِ اللَّهِ، زَوْجَةُ رَسُولِ اللَّهِ، فَلَا يَجْهَلُ حَقَّهُ إِلَّا مَنْ أَعْمَاهُ اللَّهُ»

(اس طرح کی روایت بخاری میں بھی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے)

''ابوالقاسم البغوی سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آپ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے کہا ابن زبیر کتاب اللہ کے قاری اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع اللہ کے فرمانبردار اور خوف الٰہی سے دوپہروں کو روزہ رکھنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کے بیٹے تھے اور آپ کی ماں صدیق اکبرؓ کی بیٹی اور آپ کی خالہ عائشہؓ تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیوی تھیں آپ کے حق سے وہی شخص ناواقف ہو سکتا ہے جس کو خدا نے اندھا کیا ہو''۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ

«حضرت عمر بن عبدالعزیز سے آپ رضی اللہ عنہ کی عبادت کا ذکر کیا گیا تو آپ نے جستجو کی کہ مجھے ان کے بارے میں بتاؤ آپ نے ابن ابی ملیکہ سے کہا ان کو اوصاف بیان کرو تو انہوں بیان کئے »

ابن کثیر اپنی تاریخ میں حمیدی وسفیان بن عیینہ کی روایت درج کر کے لکھتے ہیں

«وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَوْمًا لِابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ: صِفْ لَنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ جِلْدًا قَطُّ رُكِّبَ عَلَى لَحْمٍ وَلَا لَحْمًا عَلَى عَصَبٍ وَلَا عَصَبًا عَلَى عَظْمٍ مِثْلَهُ، وَلَا رَأَيْتُ نَفْسًا رُكِّبَتْ بَيْنَ جَنْبَيْنِ مِثْلَ نَفْسِهِ، وَلَقَدْ مَرَّتْ آجُرَّةٌ مِنْ رَمْيِ الْمَنْجَنِيقِ بين لحيته وصدره فو الله ما خشع وَلَا قَطَعَ لَهَا قِرَاءَتَهُ، وَلَا رَكَعَ دُونَ مَا كَانَ يَرْكَعُ، وَكَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ خَرَجَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَيْهَا. وَلَقَدْ كان يركع فيكاد الرخم أن يقع عَلَى ظَهْرِهِ وَيَسْجُدُ فَكَأَنَّهُ ثَوْبٌ مَطْرُوحٌ»

''ایک دن عمر بن عبدالعزیز نے ابن ابی ملیکہ سے کہا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے اوصاف ہمارے سامنے بیان کرو تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم میں نے کبھی بھی ایسا بہادر گوشت پر سوار نہیں دیکھا نہ گوشت پٹھوں پر نہ پٹھے ہڈیوں پر دیکھے ہیں اور نہ میں نے کسی جان کو آپ کی جان کے مثل دونوں پہلوؤں پر سوار دیکھا ہے اور منجنیق کی ایک اینٹ آپ کے داڑھی اور سینے کے عین درمیان سے گزری اللہ کی قسم نہ آپ کی اواز کم ہوئی اور نہ ہی آپ نے قراءت کو قطع کیا اور نہ اس سے کم قراءت پر جس پر آپ رکوع کرتے تھے رکوع کیا اور

جب نماز میں داخل ہوتے تو ہر بات سے باہر نکل کر اس کی طرف آتے اور آپ رکوع کیا کرتے تو قریب تھا کہ گدھ آپ کی پیٹھ پر بیٹھ جاتا اور سجدہ کرتے تو یوں معلوم ہوتا کہ گرا ہوا کپڑا ہے"۔

عثمان ابن ابی طلحہ فرماتے تھے کہ تین چیزوں میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔

(1) شجاعت میں

(2) عبادت میں

(3) بلاغت میں (ابن کثیر)

پھر ابن کثیر خود لکھتے ہیں:

«كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لَا يُنَازَعُ فِي ثَلَاثٍ، فِي الْعِبَادَةِ وَالشَّجَاعَةِ وَالْفَصَاحَةِ. وَقَدْ ثَبَتَ أَنَّ عُثْمَانَ جَعَلَهُ فِي النَّفَرِ الَّذِينَ نَسَخُوا الْمَصَاحِفَ مَعَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَسَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَذَكَرَهُ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فِي خُطَبَاءِ الْإِسْلَامِ مَعَ مُعَاوِيَةَ وَابْنِهِ وَسَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَابْنِهِ»

"کہ ابن زبیر کے ساتھ عبادت، شجاعت و فصاحت کے متعلق جھگڑا نہیں کیا جا سکتا اور یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو ان لوگوں میں شامل کیا ہے جنہوں نے حضرت زید بن ثابت اور سعید بن العاص اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کے ساتھ مصاحف لکھے تھے اور سعید بن مسیب نے آپ کو حضرت معاویہ اور ان کے بیٹے اور سعید بن العاص اور ان کے بیٹے کے ساتھ خطباء اسلام میں شامل کیا"۔

(حوالہ جات: صحیح مسلم، تاریخ طبری، و تاریخ ابن کثیر)